Ataunnabi.com

بتیسواں مسئلہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

حلالہ حلال یا حرام؟

کتاب وسنت سے شافی جواب

شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے، پھر دونوں ایک ساتھ رہنے پر راضی ہوں تو عورت حلالہ کے بعد شوہر اول کے نکاح میں آسکتی ہے۔

"حلالہ" کا مطلب یہ ہے کہ عورت طلاق کی عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاحِ صحیح کرے، پھر وہ بعدِ صحبت ہمدردی کے ارادے سے اسے طلاقِ سنت دے، یا اس کی وفات ہو جائے تو عورت اب اس طلاق یا وفات کی عدت گزارے جب یہ عدت بھی گزر جائے تو پہلے شوہر کے ساتھ عورت کا نکاح حلال ہو گا۔

دوسرے شوہر کا اپنی اس بیوی کے ساتھ "جماع" تحلیل کہلاتا ہے اور در اصل حلالہ بھی یہی ہے۔

حلالہ کی جائز وناجائز کئی صورتیں ہیں:

(ا) حلالہ کے ارادے سے ایک وقتِ معین تک کے لیے نکاح کرے، مثلاً کہے کہ: "آج رات بھر کے لیے، یا ایک دن، یا دو دن، یا چار گھنٹے کے لیے نکاح کرتا ہوں۔"

یہ نکاح باطل ہے، جو سفاح وبدکاری کا ذریعہ ہے، ہدایہ میں ہے:

(وَالنِّكَاحُ الْمُؤَقَّتُ بَاطِلٌ) مِثْلُ: أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ إِلَى

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَشَرَةِ أَيَّامٍ . . . وَلَا فَرْقَ بَيْنَ مَا إِذَا طَالَتْ مُدَّةُ التَّأْقِيتِ أَوْ قَصُرَتْ لِأَنَّ التَّأْقِيتَ هُوَ الْمُعَيِّنُ لِجِهَةِ الْمُتْعَةِ .(۱)

ترجمہ: نکاحِ موقّت باطل ہے، مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے گواہوں کی شہادت میں دس دن کے لیے نکاح کرے، مدت کے کم وبیش ہونے سے نکاح کے بطلان میں کوئی فرق نہیں ہے اس لیے کہ وقت مقرر کرنے سے ہی وہ متعہ کے معنی میں ہوا ہے اور متعہ باطل ہے۔

(۲) حلالہ کی شرط پر نکاح کرے، مثلاً یوں کہے کہ ''میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تجھے شوہر اول کے لیے حلال کردوں''۔

تنویر الابصار و درّ مختار میں ہے:

(وَكُرِهَ) التَّزَوُّجُ لِلثَّانِي (تَحْرِيمًا بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ) كَ : تَزَوَّجْتُكِ عَلَى أَنْ أُحَلِّلَكِ .(۲)

ترجمہ: دوسرے شوہر کا حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً کہے کہ: ''میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تجھے پہلے شوہر کے لیے حلال کردوں۔''

عورت طلاق کے بعد ہی پہلے شوہر کے نکاح میں جا سکتی ہے تو ''شوہر اول کے لیے حلال کرنے کی شرط'' فی الواقع جماع کے بعد طلاق دینے کی بھی شرط ہے'' اور یہ شرط کتاب اللہ کے خلاف ہے، اس لیے مکروہ تحریمی وناجائز ہے۔

یہاں یہ خیال رہے کہ عورت کو چھوڑنے کا ذکر صُلبِ عقد میں ہے، یعنی خاص کلمۂ ایجاب میں، جسے دوسرے فریق نے قبول کرکے عقد کو کراہت سے آلودہ کر دیا ہے۔

(۳) حلالہ کے لیے اجرت طے کرکے نکاح کرے مثلاً پانچ ہزار روپے کی شرط رکھے۔ یہ شرط بھی کتاب اللہ کے خلاف ہے، اس لیے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

در مختار میں ہے:

---

(۱) الهداية، ج: ۲، ص: ۲۹۳، كتاب النكاح/ قبل باب في الأولياء والأكفاء، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) الدر المختار مع تنوير الأبصار المطبوعان مع ردّ المحتار، ج: ۵، ص: ۴۷، كتاب الطلاق/ باب الرجعة، دار الكتب العلمية، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وتأويلُ اللعنِ إذَا شَرَطَ الأجْرَ.[1]

ترجمہ: حلالہ کرنے والے پر لعنت اُس وقت ہے جب اُجرت کی شرط پر حلالہ کرے۔

(۴) کوئی شخص حلالہ کا خواہاں رہتا ہو کہ کہیں تین طلاق کا معاملہ پیش ہوا اور یہ وہاں حلالہ کے لیے حاضر ہو گیا، بلفظ دیگر اس کام کے لیے اس نے اپنے کو فارغ کر رکھا ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔

یہ چاروں صورتیں ناجائز و گناہ ہیں اور ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ آیندہ صفحات میں اس کی دلیل پر روشنی ڈالیں گے۔

دو صورتیں جواز کی ہیں:

(۵) کسی نے طلاق والی عورت سے سنت طریقے کے مطابق نکاح کر لیا، ارادہ تو اس کا ایک ساتھ زندگی گزارنے کا تھا مگر بعدِ صحبت کبھی کسی وجہ سے جدائی ہو گئی، یہاں نکاح حلالہ کے لیے نہیں ہوا، مگر حسنِ اتفاق کہ از خود حلالہ ہو گیا۔ یہ صورت بلا شبہہ جائز ہے، مگر یہ صورت ہمارے مبحث سے خارج ہے کہ یہ "نکاحِ حلالہ" نہیں جو حلالہ کے قصد سے ہوا ہو۔

نزاعی صورت:

اب رہ گئی یہ صورت کہ:

(۶) عورت سے نکاح، حلالہ کے لیے کیا، مگر:

- نہ حلالہ کی شرط رکھی
- نہ معاوضہ کی۔
- نہ مقررہ وقت ــ مثلاً ایک رات، یا دو دن ــ تک کے لیے نکاح کیا
- اور نہ ہی وہ حلالہ کا خواہاں ہو

اس کا مقصدِ خیر یہ ہے کہ تین طلاق کی وجہ سے ایک گھر اُجڑ رہا ہے وہ پھر سے آباد ہو جائے۔

یہ صورت ہم اہل حق کے نزدیک جائز اور فرقۂ وہابیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ ہم اس نکاح کو صحیح کہتے ہیں اور دل میں جو قصدِ خیر مضمر ہے اسے بھی جائز کہتے ہیں۔ مگر وہابیہ نکاح کو بھی ناجائز و فاسد

---

(۱) الدر المختار المطبوع مع رد المحتار، ج: ٥، ص:٤٨، كتاب الطلاق/ باب الرجعة، دار الكتب العلمية، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہتے ہیں اور دل میں چھپے ہوئے قصدِ خیر کو بھی، یہاں انھیں: "وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى" کی کوئی روشنی نظر نہیں آتی۔

یہی صورت ہمارے اور اُن کے درمیان نزاعی ہے۔

تنقیحِ مبحث:

یہاں یہ امر قارئین پر مخفی نہ رہے کہ عورت کو چھوڑنے کا قصد دل میں ہو، یہ الگ بات ہے اور اس کو چھوڑنے کا ذکر ایجاب یا قبول کے الفاظ وکلمات میں ہو، یہ الگ بات ہے دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

نکاح کا انعقاد نیت سے نہیں ہوتا، الفاظ وکلمات سے ہوتا ہے۔ مرد و عورت آمنے سامنے بیٹھ کر دل میں ایک دوسرے سے نکاح کی نیت کرلیں اور گھنٹوں اسی نیت کے ساتھ وہاں جمع رہیں نکاح نہیں منعقد ہوگا۔ اور اگر کلماتِ نکاح سے ایجاب وقبول کرلیں تو فوراً نکاح منعقد ہو جائے گا، اگرچہ دل میں نیت نکاح کی نہ ہو، بلکہ ہزل اور تفریح کی ہو جیسا کہ حدیث نبوی[1] اس کی شاہد ہے، اس لیے جب ایجاب یا قبول کے کلمات میں عورت کو چھوڑنے کی شرط ہوگی تو نکاحِ حلالہ مکروہ وناجائز

---

(۱) عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ الله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ-: ثلاثٌ جِدُّهُنَّ جدٌّ، وهزلُهُنَّ جدٌّ: النِّكاحُ والطَّلاقُ والرّجعة.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جن میں قصد بھی "قصد" ہے اور مذاق وتفریح بھی "قصد" ہے: ● نکاح ● طلاق ● اور رجعت۔

یعنی ان امور کو کوئی ان کے قصد وارادے سے انجام دے، یا ہنسی مذاق میں، بہر حال موجود اور واقع ہو جائیں گے۔

● سُنن أبي داؤد، ص:۲۹۹، كتاب الطلاق/ بابٌ في الطلاق على الهزل، رقم الحديث: ۲۱۹٤.

● جامع الترمذي، ج:۱، ص:۱٤۲، كتاب الطلاق / باب الجِدّ والهزل في الطلاق، مجلس البركات، مبارك فور.

● سنن ابن ماجه، ص:۲۲، كتاب الطلاق / باب مَن طلّق أو نكح أو راجع لاعِباً، رقم الحديث: ۲۰۳۹.

● المستدرك على الصحيحين، ج:۱، ص۱۹۸: كتاب الطلاق / ثلاثٌ جِدُّهن جدّ وهزلهن جدّ.

● السُّنن الكبرىٰ للبيهقي، ج:۷، ص۳٤۱: كتاب الخلع والطلاق / بابُ صريح ألفاظ الطلاق.

● شرح معاني الآثار، ج:۲، ص۱۳۸: كتاب الطلاق / باب طلاقِ المكرَه.

● سُنن الدار قطني، ج:٤، ص۳۷۹: كتاب الطلاق / باب المهر. ۱۲ منه

MUHAMMAD RIZWAN (EKKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو گا۔ اور جب صرف دل میں چھوڑنے کا قصد مضمر ہو گا تو نکاحِ حلالہ جائز و صحیح ہو گا، آخر الفاظ ایجاب و قبول تو چھوڑنے کی شرط سے پاک وصاف ہیں، اس طرح اِس نکاح کا انعقاد وقت کی قید و بند سے آزاد اور دوامی ہو گا اور قصدِ مضمر تو قصد خیر ہے جس کا ثمرہ بھی خیر ہی ہوتا ہے اس کا نکاح کی کراہت اور عدم جواز سے کوئی لگاؤ نہیں۔ احادیثِ نبویہ اسی کی شاہد ہیں جیسا کہ ہم عن قریب ان کے ذکر سے اپنے قلم کو معطر و مشرف کریں گے۔

مبحثِ نزاع کی احادیث شریفہ کا بیان:

ہم یہاں سب سے پہلے یہ امر بھی واضح کر دیں کہ اس باب کی احادیث دو انواع کی ہیں، پہلی نوع کی حدیثوں اور آیت قرآنی سے حلالہ کا جواز ثابت ہوتا ہے اور دوسری نوع کی حدیثوں سے عدم جواز۔

وہابیوں نے نوع دوم کی حدیثوں کو بنیاد بنا کر مطلقاً حلالہ کو ناجائز اور نکاحِ حلالہ کو فاسد قرار دے دیا اور ہم اہل سنت نے دونوں انواع کی حدیثوں کو سامنے رکھ کر حلالہ کی کئی صورتوں کو ناجائز اور بعض کو جائز ٹھہرایا، ہونا یہی چاہیے کہ دونوں طرح کی حدیثوں پر عمل کریں، نہ کہ بعض کو اپنائیں اور بعض سے نظر پھیر لیں۔

نکاحِ حلالہ کے جواز کے دلائل:

اب دلائلِ جواز ملاحظہ فرمائیے:

پہلی دلیل: اللہ تعالی فرماتا ہے:

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.(۱)

ترجمہ: پھر اگر شوہر نے اسے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی، یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔

اس آیت کریمہ سے بہت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاق کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں رہ جاتی، یعنی اُس کے ساتھ اِس کا نکاح بھی حلال نہیں رہ جاتا۔

اب اگر وہ دوسرے شوہر کے پاس نکاح کر کے رہے تو وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی۔

---

(۱) القرآن الحکیم، سورة البقرة:۲، الأية:۲۳۰.

MUHAMMAD RIZWAN (FAKHERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آیت کریمہ کا اِطلاق یہ چاہتا ہے کہ:

● عورت دوسرے کے ساتھ نکاحِ رغبت کر کے اس کے ساتھ رہے تو بھی حلال ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو گا۔

● اور وہ عورت حلال ہونے کی نیت سے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرے اور اس کے پاس رہے تو بھی حلال ہوگی اور یہ نکاح جائز و درست ہو گا۔

قرآن مقدس یہاں تمام مسلمانوں کو آگاہ فرما رہا ہے کہ حرمتِ غلیظہ کے باوجود پہلے شوہر کی طرف عورت کی واپسی کی راہ مکمل مسدود نہیں ہے، بلکہ ایک راستہ کھلا ہوا ہے کہ وہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر کے اس کے ساتھ رہے تو حلال ہو جائے گی اور حرمتِ غلیظہ کا داغ ڈھل جائے گا۔

اب غور فرمایئے کہ کوئی عورت چاہتی ہے کہ اس کا یہ داغ ڈھل جائے اور اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے تو وہ کیا کرے گی؟ یہی نہ کہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر کے اس کے پاس رہے اور وہ اس کے ساتھ نکاح کر کے اسے اپنے پاس رکھے، تو کیا یہ عمل بغیر قصدِ حلالہ کے اتفاقیہ وقوع پذیر ہو جائے گا؟ قرآن مقدس نے اسے حلال ہونے کی جو راہ بتائی ہے وہ اس راہ کو اپنائے گی تو دل میں حلالہ کا قصد ضرور مضمر رہے گا۔ اور یہ عمل شوہر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا اور اسے بھی عورت کے حال و قال و قرینہ سے عموماً سب کچھ معلوم ہی ہو جاتا ہے۔

"دوسرے شوہر کے پاس رہنا" کنایہ ہے جماع سے۔ اور حدیث مشہور میں بھی حلالہ کے لیے جماع کو لازم قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ وہ حدیث جلد ہی آ رہی ہے، اس لیے مطلب یہ ہوا کہ دوسرا شوہر اپنی اس بیوی کے ساتھ جماع کرے۔

دوسری دلیل: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلاَقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ.

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رِفاعةَ؟ لاَ، حتَّى يذُوقَ عُسيْلَتكِ وتذُوقِي عُسيْلتَهُ».[1]

ترجمہ: حضرت عُروہ بن زُبیر کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں بتایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، یا رسولَ اللہ، رفاعہ نے مجھے "طلاقِ بتّہ" دے کر میرے رشتۂ نکاح کو ختم کر دیا (یعنی تینوں طلاقیں دے دیں)۔ میں نے ان کے بعد عبد الرحمٰن بن زبیر قُرظی سے نکاح کیا، ان کا عضو مخصوص کپڑے کی جھالر کی طرح ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم رِفاعہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہو، ایسا نہیں ہو سکتا جب تک عبد الرحمٰن تم سے جماع کی کچھ لذت نہ پالے اور تم اس سے کچھ لذت یاب نہ ہو جاؤ۔

عدالتِ نبوی سے یہ فیصلہ صادر ہونے کے بعد متعیّن ہو گیا کہ تحلیل کے لیے شوہر دوم اور بیوی کا لذتِ جماع حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے پہلے نکاح ہونا بھی —— شوہر اول کی طرف واپسی کا یہ راستہ بتا کر شارع اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام لوگوں کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ اس طرح کے قضیہ میں دوسرے کے ساتھ نکاح اور جنسی عمل کے بغیر چارہ نہیں، جو چاہے اس راہ کو اپنا سکتا ہے اور رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ متصور نہیں کہ راستہ بھی بتائیں، پھر اس پر چلنے والوں کو ملعونِ بارگاہ بھی قرار دیں۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث روایت کر کے یہ انکشاف بھی فرمایا:

وَفِي البَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، وَالرُّمَيْصَاءِ أَوْ الغُمَيْصَاءِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

قال أبو عيسىٰ: «حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، صَحِيحٌ»، "وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يدْخلَ بِهَا أَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِلزَّوْجِ الأَوَّلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَامَعَ الزَّوْجُ الآخَرُ." [2]

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۲، ص:۷۹۱، كتاب الطلاق/ بابُ من أجاز طلاقَ الثلاث، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) جامع الترمذي، ج:۱، ص:۱۳۳، أبواب النكاح/ بابُ ما جاء في مَن يطلّق امرأته ثلاثا، فيتزوجها آخر فيطلقها قبل أن يدخل بها، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ: اس باب میں ابن عمر و انس اور رُمیصا یا غُمیصا اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث حَسَن، صَحیح ہے اور تمام فقہاے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل اسی پر ہے کہ مرد جب اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے، پھر وہ دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرلے اور وہ اس کے ساتھ جماع سے پہلے ہی اسے طلاق دے دے تو وہ شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس انکشاف سے معلوم ہوا کہ:

(الف) حلالہ کے لیے نکاح بالا جماع جائز ہے یہی مذہب تمام فقہاے صحابہ و تابعین کا ہے۔

تین طلاق کے بعد عورت کا دوسرے شوہر سے نکاح کرنا، پھر اس کا جلد ہی طلاق دے دینا اس بات کا قرینہ ہے کہ عورت نے حلال ہونے کے لیے اور شوہر نے حلال کرنے کے لیے یہ نکاح کیا۔ یہاں امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "نکاحِ حلالہ" کی ہی ایک صورت کا حکم اجماعی بیان کر رہے ہیں جس سے نکاحِ حلالہ پھر جماع کا جواز ظاہر ہے۔

(ب) حلالہ کے لیے شوہر ثانی کا جماع ضروری ہے، اس کے بغیر وہ شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔

(ج) شوہر ثانی جماع کرلے تو عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی، جب کہ دوسرا شوہر طلاق دے دے اور عورت اس کی عدت پوری کرلے۔

تیسری دلیل: حَدَّثَنِي القَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: «لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الأَوَّلُ»(۱)

ترجمہ: قاسم بن محمد حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، تو عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا، پھر اس نے طلاق دے دی

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱، ص: ۷۹۱، كتاب الطلاق / باب مَن أجاز طلاقَ الثلاث، مجلس البركات، مبارك فور

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تو نبی کریم ﷺ سے سوال ہوا کہ یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگئی؟ حضور نے فرمایا: نہیں، جب تک کہ یہ اس کے ساتھ جماع کی کچھ لذت نہ پالے جیسا کہ شوہر اول اس کے ساتھ جماع سے لذت یاب ہوا۔

عورت کا شوہر دوم سے نکاح، پھر اس کا طلاق دے کر اسے آزاد کر دینا اس بات کا ذہن دیتا ہے کہ نکاح وطلاق کا یہ عمل حلالہ کے لیے ہوا ہے۔

خلاصہ اور استناد:

قرآن حکیم کی نص قطعی اور صحیح بخاری شریف کی ان احادیث شریفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاق کے بعد عورت شوہرِ اول کے لیے حلال ہونا چاہتی ہے تو وہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاحِ صحیح کرے پھر مباشرت ہو، اس کے بعد اگر وہ اسے طلاق دے کر چھوڑ دے تو عورت بعدِ عدت شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ کتاب وسنت کا مقرر کردہ راستہ ہے جس پر چل کر ہی عورت شوہر اول کے لیے حلال ہو سکتی ہے۔ اب کوئی عورت اس طرح کی مشکل سے دوچار ہوئی اور وہ شوہر اول کے لیے حلال ہونا چاہتی ہے تو دوسرے سے نکاح کرے گی اور نکاح کے وقت حلال ہونے کا قصد بھی لازمی طور سے پایا جائے گا، ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ نکاح حلال ہونے کے لیے کرے اور قصد حلال ہونے کا نہ ہو، پھر جس شخص کے ساتھ وہ عقد کر رہی ہے اسے بھی یہ معلوم ہونا چاہیے، ورنہ نکاح کے بعد وہ اسے آزاد نہ کرے تو اس کا مقصد فوت ہو جائے گا، اس لیے شوہر کو اس کے مقصد سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اس پر راضی ہو تو نکاح کرے، ورنہ کنارہ کش ہو اور عورت کا مقصد معلوم ہونے کے بعد جب مرد اس کے ساتھ نکاح کرے گا تو وہ تحلیل کے لیے ہی ہوگا۔ نکاح مرد و زن سے ہی وجود میں آتا ہے اور دونوں تحلیل کے قصد سے باخبر وراضی نہ ہوں تو مقصد فوت ہو سکتا ہے اور اگر قصدِ تحلیل، حرام ہو تو نکاحِ حلالہ کی کوئی راہ نہ ہوگی جب کہ کتاب وسنت نے یہ راہ اس پر کھول رکھی ہے یعنی "حَتّٰى تَنْكِحَ زَوجاً غَيْرَهٗ" — "حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهٗ وَ يَذوق عُسَيْلَتَكِ"۔

واضح ہو کہ ہماری گفتگو نکاح حلالہ میں ہے اور یہ نکاح قصدِ تحلیل کے ساتھ ہی پایا جاتا ہے، اور کتاب وسنت میں اس کا دروازہ بند نہیں ہے، جیسا کہ نصوصِ کتاب وسنت سے عیاں ہے۔

الغرض نصوصِ کتاب وسنت حلالہ کے جواز پر روشن دلائل ہیں۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہابیہ کے نزدیک نکاحِ حلالہ حرام، فاسد وباعثِ لعنت ہے:

لیکن وہابیہ نے ان احادیث کے برخلاف اسے حرام قرار دیا، بلکہ حلالہ کے لیے نکاح کو مطلقاً فاسد اور باعثِ لعنت قرار دیا۔

چناں چہ تحفۃ الاحوذی میں ہے:

قَالَ فِي سُبُلِ السَّلَامِ: الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ التَّحْلِيلِ لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ اللَّعْنُ إِلَّا عَلَى فَاعِلِ الْمُحَرَّمِ وَكُلُّ مُحَرَّمٍ مَنْهِيٌّ عَنْهُ وَالنَّهْيُ يَقْتَضِي فَسَادَ الْعَقْدِ، وَاللَّعْنُ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لِلْفَاعِلِ لَكِنَّهُ عُلِّقَ بِوَصْفٍ يَصِحُّ أَنْ يَكُونَ عِلَّةَ الْحُكْمِ وَذَكَرُوا لِلتَّحْلِيلِ صُوَرًا، **مِنْهَا**: أَنْ يَقُولَ لَهُ فِي الْعَقْدِ إِذَا أَحْلَلْتَهَا فَلَا نِكَاحَ، وَهَذَا مِثْلُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ لِأَجْلِ التَّوْقِيتِ. **وَمِنْهَا**: أَنْ يَقُولَ فِي الْعَقْدِ إِذَا أَحْلَلْتَهَا طَلَّقْتَهَا. **وَمِنْهَا**: أن يكون مُضمرا في العقد بأن يتواطأ عَلَى التَّحْلِيلِ وَلَا يَكُونُ النِّكَاحُ الدَّائِمُ هُوَ المقصود. وظاهرُ شمولِ اللعن وفساد الْعَقْدِ لِجَمِيعِ الصُّوَرِ.(۱)

ترجمہ: "سبل السلام" میں ہے کہ "حدیث" حلالہ کے حرام ہونے کی دلیل ہے کیوں کہ لعنت حرام کے مرتکب پر ہی ہوتی ہے۔ ہر حرام سے ممانعت فرمائی گئی ہے اور ممانعت کا تقاضا یہ ہے کہ حلالہ کے لیے کیا ہوا عقد فاسد ہو۔ اور لعنت اگرچہ نکاح کرنے والے پر ہے لیکن اسے وصفِ تحلیل پر معلّق کیا گیا ہے جو لعنت کی علت بن سکتا ہے۔

فقہانے حلالہ کی چند صورتیں ذکر کی ہیں:

ایک یہ کہ عقد کرتے وقت کہے کہ جب حلالہ ہو جائے نکاح ختم۔

یہ نکاح کا وقت مقرر کر دینے کی وجہ سے نکاحِ متعہ کی مثل ہے۔

دوسری صورت یہ کہ عقد کے وقت کہے کہ جب یہ حلال ہو جائے اسے طلاق۔

تیسری صورت یہ کہ نکاح کے وقت دونوں کے دل میں یہ بات ہو کہ دونوں حلالہ کے لیے

(۱) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، ج: ٤، ص: ٢٢٢، أبواب النكاح/ بابُ ما جاء في المحلِّل والمحلَّل له، المكتبة الأشرفية

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عقد کر رہے ہیں، ہمیشہ کے لیے نکاح کرنا مقصود نہیں۔

حدیث سے ظاہر یہ ہے کہ لعنت ان تمام صورتوں کو عام ہے اور عقد، ان سبھی صورتوں میں فاسد ہوگا۔ (تحفۃ الاحوذی)

اس عبارت سے وہابیوں کا مسلک یہ ظاہر ہوا کہ:

"حلالہ حرام ہے، حلالہ کے لیے جو عقد کیا جائے فاسد ہے، اور جو یہ عقد کرے ملعون ہے۔"

وہابی حضرات کی دلیل:

وہابیہ اہل حدیث نے جس حدیث کی بنیاد پر علی الاطلاق یہ موقف اختیار کیا ہے وہ جامع ترمذی کی درج ذیل حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.(۱)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر بھی۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلالہ کرنا، کرانا حرام اور لعنت کا کام ہے۔

لعنت، خاص مُحَلِّل پر ہے، مطلق مُحَلِّل پر نہیں:

لیکن حدیث کا یہ حکم کیا مطلقاً ہر حال میں ہے؟

ایسا نہیں!

کیوں کہ کتاب و سنت کے جو نصوص گزشتہ صفحات میں پیش کیے گئے ہیں وہ واضح طور پر حلالہ کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اس لیے حدیثِ ترمذی میں لعنت کا حکم علی الاطلاق ہر حال میں اور ہر شخص پر جاری نہیں ہو سکتا۔ ورنہ نصوص کتاب و سنت اور حدیثِ ترمذی میں تعارض لازم آئے گا اس لیے ضروری ہے کہ دونوں طرح کے نصوص کو سامنے رکھ کر ایسا موقف اختیار کیا جائے جس سے کسی

---

(۱) جامع الترمذي، ج: ۱، ص: ۱۳۳، أبواب النكاح/ بابُ ما جاء في المُحِلِّ و المحلَّل له، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث کا ترک نہ لازم آئے۔

ہم اہلِ حق اہلِ سنت و جماعت سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں گو وہ احادیث بخاری میں نہ ہوں، اس لیے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہاں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیثِ کریمہ کے درمیان قطعًا کوئی تعارض نہیں اور دونوں کے یہ احکام الگ الگ صورتوں پر محمول ہیں۔

ہمارے ائمۂ کرام فرماتے ہیں:

(الف) حدیث میں لعنت اس صورت پر محمول ہے جب کوئی حلالہ کی شرط عقد نکاح میں لگائے مثلاً کہے: "تزوّجتكِ على أن أُحَلِّلَكِ"۔ میں نے تجھ سے حلالہ کی شرط پر نکاح کیا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(كُرِهَ) التزوُّج للثاني (تحريمًا) لحديث: لُعِنَ الْمُحَلِّلُ والْمُحَلَّلُ لَه (بشرط التّحليل) كـ "تزوّجتُكِ على أن أحلِّلَكِ" (وإن حلّتْ للأوّل) لصحّة النكاح وبطلانِ الشرط، فلا يجبر على الطّلاق كما حقَّقه الكمال. اھ[1]

ترجمہ: دوسرے شخص کا حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے، جیسے وہ یوں کہے کہ "میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تجھے شوہر اول کے لیے حلال کروں"، کیوں کہ حدیث میں وارد ہے کہ "حلالہ کرنے والے پر بھی لعنت اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر بھی لعنت"۔ ہاں وہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی کیوں کہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل، لہٰذا اسے طلاق دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا، (کہ نکاح صحیح ہے) امام کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی تحقیق فرمائی۔

اس "تحقیق" کے کلمات یہ ہیں:

(وَإِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ) بِأَنْ يَقُولَ "تَزَوَّجْتُكِ عَلَى أَنْ أُحِلَّكِ لَهُ" أَوْ تَقُولَ هِيَ: ذٰلِكَ، فَهُوَ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ التَّحْرِيمِ الْمُنْتَهِضَة سَبَبًا لِلْعِقَابِ لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ} (وَهَذَا هُوَ مَحْمِلُهُ) أَيْ الْمُحَلِّلُ الشَّارِطُ هُوَ مَحْمِلُ الْحَدِيثِ لِأَنَّ عُمُومَهُ وَهُوَ "الْمُحَلِّلُ مُطْلَقًا" غَيْرُ

---

(۱) تنویر الأبصار مع الدر المختار، المطبوعان مع رد المحتار، ج: ۵، ص: ۴۷، کتاب الطلاق/ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة، بیروت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مُرَادٍ إِجْمَاعًا، وَإِلَّا شَمِلَ الْمُتَزَوِّجَ تَزْوِيجَ رَغْبَةٍ.(۱)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مرد یا عورت عقدِ نکاح میں حلالہ کی شرط لگائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے جو باعثِ عقاب ہے اور حدیثِ حلالہ میں لعنت کا محل ایسا ہی شخص ہے جو حلالہ کی شرط پر نکاح کرے کیوں کہ حدیث مطلقاً ہر حلالہ کرنے والے کو عام نہیں ہے، اس پر اجماع ہے، ورنہ جو شخص تین طلاق والی عورت سے رغبت سے نکاح کرے وہ بھی لعنت کے عموم میں شامل ہو جائے گا، حالاں کہ ایسا قطعاً نہیں۔

(ب) یا اس سے مراد وہ شخص ہے جو اجرت طے کر کے حلالہ کرے، چناں چہ در مختار میں ہے:

وَتَأْوِيلُ اللَّعْنِ إِذَا شَرَطَ الْأَجْرَ، ذَكَرَهُ الْبَزَّازِيُّ.(۲)

ترجمہ: حدیث حلالہ میں لعنت اُس وقت ہے جب کوئی اجرت طے کر کے حلالہ کرے، امام بزازی نے اسے ذکر فرمایا۔

یہ شرط فقہا نے اپنے جی سے نہیں لگائی، بلکہ ایک حدیث صحیح سے ماخوذ ہے جو جلد ہی آ رہی ہے۔

علاوہ ازیں حضور سید عالم ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے اور سرکار کے ارشادات میں قیامت تک رونما ہونے والے امور کی رہنمائی پائی جاتی ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حدیث نبوی میں اس توجیہ کا بھی احتمال ہے۔

آج عوام الناس میں جہل غالب ہے اور ناخداترسی بھی عام ہو رہی ہے، اس کے باعث وہ بہت سے امور میں حدودُ اللہ سے تجاوز کر جاتے ہیں، سنا ہے کہ کچھ نادان حلالہ کے معاملہ میں بھی حد سے تجاوز کر چکے اور معاوضہ طے کر کے حلالہ کیا، ہم قطعاً ایسے حلالہ کی اجازت نہیں دیتے اور اسے حدیث کی لعنت کا سبب سمجھتے ہیں۔

---

(۱) فتح القدير، ج: ٤، ص: ١٦١، ١٦٢، كتاب الطلاق / فيما تحِلّ به المطلّقة، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲) الدر المختار المطبوع مع رد المحتار، ج: ٥، ص: ٤٨، كتاب الطلاق/ باب الرجعة ، دار الكتب العلمية،بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(ج) ایک توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ یہاں مُحَلِّل سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے کو حلالہ کرنے کے لیے تیار کر رکھا ہو کہ جہاں کہیں تین طلاق کا کوئی حادثہ ہوا یہ وہاں پہنچ گیا، امام ابن ہمام کمال الدین حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

أَنَّ تَعَلُّقَ اللَّعْنِ بِهِ إِذَا كَثُرَ مِنْهُ ذَلِكَ بِأَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِهَذَا الْأَمْرِ شَرَطَ أَوْ لَا.(۱)

ترجمہ: لعنت کا تعلق ایسے شخص سے ہے جو کثرت سے حلالہ کرے اور اس نے اپنے آپ کو اس کے لیے خاص کر رکھا ہو، خواہ وہ حلالہ کی شرط لگائے، یا نہ لگائے۔

یہ توجیہ در حقیقت مرادِ رسولِ اقدس ہے: جس کا علم اسی حدیث کی ایک دوسری روایت سے ہوتا ہے، اس کے راوی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ روایت سنن ابن ماجہ میں اس طرح ہے:

سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ لِي أَبُو مُصْعَبٍ مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ، قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.(۲)

ترجمہ: لیث بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے ابو مصعب مُشرح بن ہاعان نے بتایا کہ ان سے عُقبہ بن عامر نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں "عاریت پر لیے ہوئے سانڈ" کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی، کیوں نہیں، یا رسول اللہ، فرمایا: وہ مُحِلّل ہے (حلالہ کرنے والا)۔ اللہ کی لعنت حلالہ کرنے والے پر، اور اس پر بھی جس کے لیے حلالہ کیا جائے۔

---

(۱) فتح القدير، ج: ٤، ص: ١٦٣، كتاب الطلاق / فصلٌ فيما تحِلّ به المطلّقة، دار الكتب العلمية، بيروت.

امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ لفظ محلّل باب تفعیل سے ہے جس کی ایک خاصیت تکثیر ہے تو اس لفظ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا تعلق ایسے شخص سے ہے جو کثرت سے حلالہ کرے مگر یہ توجیہ حضرت ابن عمر کے ایک اثر سے میل نہیں کھاتی اس لیے انھوں نے اس پر جزم نہیں کیا، حالاں کہ وہ اثر ایک واقعۂ حال ہے جو محلِ احتمال ہے، پھر بھی ہم یہاں لفظ کے باب تفعیل سے ہونے کا سہارا نہیں لیتے، بلکہ تکثیر کو حدیث کا ایک احتمال مان کر اس کی تائید میں دوسری حدیث کا سہارا لیتے ہیں۔ ۱۲ منہ

(۲) سنن ابن ماجه، ص: ۲۱۰، كتاب النكاح / بابُ المُحلِّل والمُحلَّل له، رقم الحديث: ۱۹۳۶.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ حدیث حسن، صحیح، قابلِ حجت ہے: جیسا کہ امام ابن الہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تنقیح سے عیاں ہے:

قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : إِسْنَادُهُ حَسَنٌ . وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي "عِلَلِهِ الْكُبْرَىٰ" عَنْ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ : مَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ . وَدُفِعَ بِأَنَّ قَوْلَهُ فِي الْإِسْنَادِ "قَالَ لِي أَبُو مُصْعَبٍ مِشْرَحُ" يَرُدُّ ذَلِكَ .

وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مُعَنْعَنًا عَنْ أَبِي صَالِحٍ كَاتِبِ اللَّيْثِ عَنْ اللَّيْثِ بِهِ، وَلِذَلِكَ حَسَّنَهُ عَبْدُ الْحَقِّ فَإِنَّهُ رَوَاهُ مِنْ جِهَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ ، وَإِلَّا فَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ عِنْدَ ابْنِ مَاجَه لِأَنَّ شَيْخَ ابْنِ مَاجَه يَحْيَى بْنَ عُثْمَانَ ذَكَرَهُ ابْنُ يُونُسَ فِي تَارِيخِ الْمِصْرِيِّينَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِعِلْمٍ وَضَبْطٍ، وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ ثِقَةٌ ، أَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ، وَمِشْرَحُ: وَثَّقَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ، وَنُقِلَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ وَثَّقَهُ . وَالْعِلَّةُ الَّتِي ذَكَرَهَا ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ لَمْ يُعَرِّجْ عَلَيْهَا ابْنُ الْقَطَّانِ وَلَا غَيْرُهُ .[1]

اس حدیث میں حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "حلالہ کرنے والے" کو "سانڈ" سے تشبیہ دی ہے اور وجہِ شبہ ظاہر ہے کہ سانڈ جُفتی زیادہ کرتا ہے، اور وہ اسی کے لیے مخصوص ہوتا ہے، اور اُسے جُفتی کے سوا اور کچھ مقصود بھی نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ جُفتی کے بعد اپنی مادہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو یہ توجیہ خود حدیثِ سابق کی مراد اور حدیث صحیح سے ثابت ہے اور بجائے خود بہت قوی و مناسب بھی ہے۔

فقہ کا ضابطہ ہے: "المعروفُ كالمشروط"[2] جو بات مشہور ہو وہ شرط کی مانند ہوتی ہے۔ اور جس شخص نے اپنے کو حلالہ کے لیے خاص کر رکھا ہے اس کے حال سے معروف و مشہور یہی ہے کہ جماع کے بعد وہ عورت کو چھوڑ دے گا کیوں کہ اس کا مقصود بس جماع ہے اور کچھ نہیں، اسے

---

(۱) فتح القدير، ج: ٤، ص: ١٦٢، كتاب الطلاق / فصلٌ فيما تحِلّ به المطلّقة، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲) شرح السير الكبير، ج:٤، ص:٢٣.
اس موضوع پر کتاب و سنت کی روشنی میں تحقیق ہماری کتاب "فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول" میں ہے۔ ۱۲ منہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے "تَیسِ مُستَعار" اور ملعون قرار دیا۔

یہاں چھوڑنے کی شرط نہیں ہے، ہاں اس کا حال اس شرط پر دلالت کرتا ہے پھر بھی وہ زبان نبوت پر ملعون ہوا، تو جہاں مُحَلِّل چھوڑنے کی شرط لگائے وہاں وہ بدرجہ اولی تَیسِ مُستعار اور ملعون ہوگا۔

اور جب "عاریت پر لیے ہوے سانڈ" سے تشبُّہ اختیار کرنے کا یہ حکم ہے تو "اجرت پہ لیے ہوئے سانڈ" سے تشبّہ اختیار کرنے کا حکم بدرجہ اولیٰ یہی ہوگا، اس سے اُجرت طے کرکے حلالہ کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ تحلیل پر لعنت کی اصل علت "سانڈ سے تشبُّہ" ہے جس کا ذکر سُنَنِ ابن ماجہ کی حدیثِ حَسَن وصحیح میں ہے جس میں سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے "مُحَلِّل" کو "تَیس مُستعار" کہا ہے۔ پھر "لَعَنَ اللهُ المُحَلِّلَ" فرما کر اسی "مُحَلِّل" پر لعنت بھیجی ہے، جس سے روز روشن کی طرح آشکارا ہوجاتا ہے کہ یہاں مطلق مُحَلِّل پر لعنت نہیں وارد ہے جس کی بنا پر حلالہ کو مطلقاً حرام قرار دے دیا جائے، بلکہ یہاں لعنت "مُحَلِّل مخصوص" پر وارد ہوئی ہے۔ اور "یہ وہ شخص ہے جس نے سانڈ کی طرح اپنے کو بس جُفتی کے لیے خاص کررکھا ہو۔" ایسا مُحَلِّل ملعون ہے تو اسے ہونا ہی چاہیے کہ انسان ہوکر بے عقل جانور بنتا ہے۔ یوں ہی اس کے سوا بھی جتنے مُحَلِّل "تیس مستعار" ہوسکتے ہیں وہ بھی اسی کی طرح ملعون قرار پائیں گے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کیا ہے، یعنی:

(الف) جو حلالہ کی شرط پر نکاح کرے اور جماع کرکے چھوڑ دے۔

جب حلالہ کرنے والے کے حال سے جماع کے بعد چھوڑ دینا معروف وظاہر ہو جو شرط کی مانند ہے تو لعنت ہے تو جہاں چھوڑنے کی شرط صراحۃً مذکور ہو وہاں بدرجۂ اولیٰ لعنت ہوگی۔

(ب) جو شخص اجرت طے کرکے حلالہ کرے۔

غور فرمایئے جو خصلت اپنی قباحت کی وجہ سے بلا معاوضہ حرام ہے وہ بامعاوضہ بدرجہ اولیٰ حرام ہوگی کہ ایک تو کام قبیح، دوسرے بامعاوضہ۔

یہاں مُحَلِّل دراصل "اجیرِ حلالہ" ہے، جب وہ مفت میں حلالہ کا عادی ہو تو ملعون ہے تو جہاں "بامعاوضہ حلالہ" ہوگا بدرجۂ اولیٰ ملعون ہوگا۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(ج) جس نے اپنے کو جماعِ حلالہ کے لیے خاص کر رکھا ہو۔ اسی کے بارے میں حدیث کریم "لَعَنَ اللّٰہُ المُحلِّل" وارد ہے اور سرکار نے اسی کو "تیس مستعار" کہا ہے۔

اس تشریح سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ہمارے فقہا نے حدیث حلالہ میں مذکور "محلِّل" کے تعین کے سلسلے میں جن تین اشخاص کا ذکر کیا ہے ان میں سے تیسرا تو حدیث کا اصل مصداق ہے اور باقی دو بطور دلالۃُ النص حدیث کے مصداق ہیں۔ انھوں نے دقتِ نظر سے کام لے کر حدیث کی مراد کو سمجھا ہے اور "محلِّل ملعون" سے مراد یہ تین اشخاص لیے ہیں۔

تدبّرِ حدیث کا شاندار نمونہ:

اس مسئلے کو اب ایک دوسرے زاویے سے سمجھیے: مُحَلِّل (حلالہ کرنے والے) پر لعنت کے بارے میں دو حدیثیں وارد ہیں:

ایک جامع ترمذی کی حدیث: جس میں مُحَلِّل کا کوئی وصف ذکر کیے بغیر اس پر لعنت کا ذکر ہے "لَعَنَ اللّٰہُ المُحلِّلَ" [اللہ کی لعنت مُحَلِّل پر] یہاں مُحلِّل کا لفظ مطلق ہے جو اپنے اطلاق کی وجہ سے ہر طرح کے محلِّل کو عام ہے۔ لہٰذا اگر کوئی تقویٰ شعار اپنے کسی قرابت دار کی خیر خواہی میں خالص ارادۂ خیر سے اس کا اُجڑا گھر بسانے کے لیے نکاحِ حلالہ کرے گا تو بھی وہ ملعون ہو گا اگر چہ اس میں درج بالا تینوں قباحتوں میں سے کچھ بھی نہ ہو۔

یہ حاصل ہے وہابیہ کے زور استدلال کا۔

دوسری حدیث سنن ابن ماجہ کی ہے جس میں مُحَلِّل (حلالہ کرنے والے) کا وصف "تیسِ مستعار" سے بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد "لعنَ اللّٰہُ المُحلِّلَ" فرما کر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ لعنت کا تعلق ایسے مُحَلِّل سے ہے جو شکلِ انسانی میں تیس مستعار ہو، مطلق مُحلِّل پر یہ لعنت نہیں وارد ہوئی ہے، لہٰذا جو مُحلِّل اوصافِ اسلامی کا جامع، تقویٰ شعار، خیر خواہ ہو اور بغیرِ شرط و معاوضہ صرف اُجڑا گھر بسانے کے لیے نکاحِ حلالہ کرے وہ حکم لعنت میں شامل نہ ہو گا۔

وہابیہ اہل حدیث نے پہلی حدیث کو اپنے مذہب کی دلیل بنا لیا اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا، اس کے برخلاف اہل سنت و جماعت نے دونوں حدیثوں کے پیش نظر ایک متوازن موقف اختیار کیا کہ جو محلِّل تیسِ مُستعار کے اوصاف کا حامل ہو وہ ملعون ہے اور جو ان سے کنارہ کش رہ کر اخلاقِ اسلامی

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے متصف ہو وہ ممدوح وماجور ہے۔

محدثین نے محل ومقام کے لحاظ سے حدیثوں کو ٹکڑوں میں روایت کیا ہے:

اہل سنت وجماعت کا ماننا یہ ہے کہ راویانِ حدیث اور محدثین نے حدیثوں کو ہر محل ومقام کے لحاظ سے حسب حاجت الگ الگ اقتباسات اور ٹکڑوں میں روایت کیا ہے، کہیں کوئی اقتباس چھوٹا اور کہیں بڑا ہوتا ہے اور جب سب کو اکٹھا کیجیے تو پوری حدیث سامنے آتی ہے۔ اہل سنت کے ایک ترجمان امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"احادیث مرویہ بالمعنیٰ صحیحین، وغیرہما صحاح وسنن، مسانید ومعاجیم وجوامع واَجزا، وغیرہا میں دیکھیے صدہا مثالیں اس کی پایئے گا کہ ایک ہی حدیث کو رُواۃ بالمعنیٰ کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔ کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا، کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح۔ جمعِ طُرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے، ولہذا امام الشان ابوحاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں:

"ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اُس کی حقیقت نہ پہچانتے۔" (۱)

اسی سلسلۂ بیان میں مزید لکھتے ہیں:

"ہر محل وموقعِ کلام میں وہاں کی قدر حاجت پر اقتصار (ہوتا) ہے۔۔۔ روایات بالمعنیٰ کے یہی انداز آتے ہیں، خصوصاً امام بخاری تو بذاتِ خود اپنی جامع صحیح میں اس کے عادی ہیں، حدیث کو ابوابِ مختلفہ میں بقدر حاجت پارہ پارہ کر کے لاتے ہیں، اس سے ایک پارہ، دوسرے کو رد نہیں کرتا، بلکہ وہ مجموع حدیث کامل ٹھہرتی ہے۔" (۲)

اس تجزیہ کی روشنی میں ہمارے نزدیک حدیثِ ترمذی پوری حدیثِ نبوی کا ایک ٹکڑا ہے اور حدیثِ ابن ماجہ پوری حدیث، لہذا دونوں کے پیش نظر جو موقف اختیار کیا جائے گا وہ مناسب ہوگا اور وہی در اصل عمل بالحدیث بھی ہوگا، ہم اہل سنت نے یہی کیا ہے اور اس طور پر دوسرے دلائلِ

---

(۱) الفتاوی الرضویة، ج:۲،ص:۴۰۲، کتاب الصلاۃ/ باب الأوقات، رسالہ: حاجزُ البحرین، مکتبہ نعیمیہ، سنبھل۔

(۲) الفتاوی الرضویة، ج:۲،ص:۴۰۴، کتاب الصلاۃ/ باب الأوقات، رسالہ: حاجزُ البحرین، مکتبہ نعیمیہ، سنبھل۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کتاب وسنت سے بھی موافقت رہتی ہے۔ جب کہ وہابیہ اہل حدیث نے حدیث کے ایک ٹکڑے پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھ دی جس کے باعث حدیثِ کامل کا ترک لازم آیا، ساتھ ہی دلائل کتاب وسنت سے تعارض بھی۔

حلالہ کی نزاعی صورت کو سفاح و بدکاری قرار دینا بے جا ہے: اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر: ”كُنَّا نَعُدُّ هٰذا سفاحاً علىٰ عهد رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- “[1] کے الفاظ کا مقتضا یہ ہے کہ وہ نکاح باطل یا کم از کم فاسد کے متعلق ہے کیوں کہ ”سفاح“ وہی ہو سکتا ہے اور اس فعل کا مرتکب ”تيس مستعار“ [عاریت پر لیا ہوا سانڈ] نہیں ہے کہ سانڈ کا فعل ”سفاح“ نہیں ہے اس لیے کلماتِ حدیث ” أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ“ کے پیش نظر حدیثِ حلالہ کی جو توجیہ کی گئی ہے اس پر اس ”اثر“ سے کوئی نقض نہیں وارد ہوتا۔

واضح ہو کہ حدیثِ حلالہ میں ”لعنت“ سے اس کا حقیقی معنی نہیں مقصود ہے کہ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہے، بلکہ اس سے مراد ”درجاتِ ابرار“ سے دوری ہے چناں چہ رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے:

في لِعان القهستاني قال: اللعنُ في الأصل الطرد، وشرعا ... في حق المؤمنين: الإسقاط عن درجة الأبرار اهـ

وفي لِعان البحر: وعن هذا قيل: إن المراد باللعن في مثل ذلك الطرد عن منازل الأبرار، لا عن رحمة العزيز الغفار. اهـ[2]

یہاں سے معلوم ہوا کہ:

---

(۱) ● المستدرك علي الصحيحين، ج:۲،ص: ۱۹۹، كتاب الطلاق/ باب لعن الله المحل والمحل له. قال الحاكم النيسابوري: هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخرجاه. وقال الذهبي في تلخيص المستدرك على شرط الشيخين.
● السنن الكبرىٰ للبيهقي، ج:۷، ص: ۲۰۸، كتاب النكاح/ باب ما جاء في نكاح المحل، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

(۲) رد المحتار على الدُّر المختار، ج: ۵، ص: ۴۹، كتاب الطلاق/ مطلبٌ فى حكم لعنِ العُصاة، دارُ عالم الكتب لِلطّباعة والنشر.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

● کوئی شخص تین طلاق والی عورت سے حلالہ کی شرط پر نکاح کرے۔

● یا اجرت طے کرکے حلالہ کرے۔

● یا سانڈ جیسے جانور سے مشابہت اختیار کرے کہ اپنے کو حلالہ کرنے کے لیے خاص کرلے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے وہ ابرار کے درجات سے دور کردیا جائے گا۔

● اور اگر کوئی شخص ایک وقتِ خاص تک کے لیے نکاح کرے مثلاً کہے: "آج رات بھر کے لیے یا ایک دن کے لیے نکاح کرتا ہوں" تو یہ نکاح موقت ہے جو باطل ہے، یہی وہ نکاح ہے جسے سفاح کہا جاتا ہے۔

● اور اگر کوئی شخص تین طلاق والی عورت سے عقدِ صحیح کرے اور دونوں کا ارادہ ہمیشہ ایک ساتھ رہنے کا ہو، پھر کسی وجہ سے شوہر طلاق دے دے تو یہ حلالہ بلا شبہہ جائز ہے، اس میں کسی کو کلام نہیں ہونا چاہیے۔

● ہاں! اگر کوئی شخص تین طلاق والی عورت سے نکاح کرے اور وہ عقدِ نکاح میں حلالہ یا اجرت کی شرط نہ لگائے، نہ وہ حلالہ کا خواہاں رہتا ہو، ہاں! دل میں یہ ارادہ ہو کہ بعدِ جماع اسے چھوڑ دے گا تاکہ اس کا اجڑا ہوا گھر دوبارہ آباد ہو جائے اور یہ دونوں اور ان کے اہل و عیال سکون کے ساتھ زندگی گزاریں تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ حسنِ نیت پر وہ مستحق اجر ہوگا۔

چناں چہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(أما إذا أضمَرا ذلك لا) يكره (وكان) الرجلُ (مأجورًا) لقصدِ الإصلاح. اھ[1]

ترجمہ: ہاں اگر دونوں دل میں حلالہ کا قصد رکھیں تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ قصد اصلاح کی وجہ سے شوہر ثانی اجر کا حقدار ہوگا۔

شرط باطل حرام ہے مگر اس سے نکاح باطل یا فاسد نہیں ہوتا:

ہم اسے قطعًا جائز نہیں مانتے کہ کوئی شخص اجرت طے کرکے کسی عورت کے ساتھ نکاحِ

(۱) تنویر الأبصار مع الدر المختار المطبوعان مع رد المحتار، ج: ۵، ص: ۴۸، کتاب الطلاق/ باب الرجعة، دار الکتب العلمية، بيروت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حلالہ کرے۔ یوں ہی اسے بھی جائز نہیں کہتے کہ کوئی شخص حلالہ کی شرط پر نکاح کرے کہ یہ شرائط کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے شرائط پر حدیثِ نبوی میں لعنت فرمائی گئی ہے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت واقعہ ہے کہ اس طرح کی شرائط سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیوں کہ حضور سید عالم ﷺ نے ایسے شرائط کو باطل قرار دیا ہے۔

عن عائشة قالت: ... قَامَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ.[1]

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر ارشاد فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتابُ اللہ میں نہیں ہیں، جو شرط بھی کتابُ اللہ میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں۔

نکاح میں حلالہ کی شرط کتابُ اللہ کے خلاف ہے اس لیے وہ سرکار کی حدیثِ صحیح کے مطابق باطل ہے اور جو شرط خود ہی باطل ہو اس کا نکاح کی صحت پر کیا اثر۔ لہٰذا شرطِ باطل کی وجہ سے نکاح کو باطل یا فاسد کہنا ارشادِ رسالت پر زیادتی ہے۔

اور نکاح کے وقت دل میں حلالہ کا ارادہ مضمر ہو تو اس کو ناجائز اور باعثِ لعنت قرار دینا زیادتی ہے، آخر کوئی عورت کتاب و سنت کے نصوص کے مطابق حلال ہونا چاہے اور دوسرے شوہر سے نکاح کرے تو ارادۂ حلالہ کے اِضمار سے کیوں کر بچے گی، وہ نکاح تو اسی لیے کر رہی ہے کہ حلال ہو جائے، کیا اللہ عزوجل اپنی کتابِ ہدایت میں اسے ایسی بات کی رہنمائی کر رہا ہے جس پر خود اس کی لعنت ہو۔

پھر ایک مسلمان ہمدردی و اصلاح کے جذبے سے حلالہ کرنا چاہتا ہے، اس کا قصدِ خیر یہ ہے کہ اُجڑا ہوا گھر پھر آباد ہو جائے اور زوجین و اہل و عیال راحت و مسرت کی زندگی گزاریں کیا یہ نیت و ارادہ بھی باعثِ لعنت ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۳۷۷، كتاب الشروط/ باب الشروط في الولاء، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حلالہ اصلاح کے ارادے سے ہو تو اجر و بشارت کا ذریعہ ہے:

ہم یہاں چند احادیث پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو گا کہ اصلاح کے ارادے سے حلالہ اجر و ثواب اور بشارت کا ذریعہ ہے۔

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلَّم: « إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى.[۱]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال محض نیت کے ساتھ ہیں اور آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

اور مراد یہ ہے کہ اعمال کا ثواب محض نیت کے ساتھ ملے گا اور آدمی کے لیے وہی چیز یا وہی اجر ہے جس کی اس نے نیت کی۔ اس امر پر اجماع ہے کہ ثواب بغیر نیت کے حاصل نہیں ہو گا، تو حدیث پاک میں ثواب مراد ہونا اجماعی امر ہے۔

تو جس نے قصدِ خیر سے نکاح حلالہ کیا وہ اپنی نیت کے مطابق اجر و ثواب کا حق دار ہو گا۔

(۲) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَدَغَتْ رَجُلاً مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَرْقِي قَالَ «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ».[۲]

ترجمہ: ابو زبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مار دیا اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بچھو کا زہر جھاڑ دوں، تو حضور نے فرمایا:

"تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کو راحت پہنچا سکے، پہنچائے۔"

جھاڑ پھونک کی بھی کچھ صورتیں ناجائز اور کچھ جائز ہیں لیکن ایک مسلمان کی تکلیف دور کرنے

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۲، بابٌ كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله -صلّى الله تعالى عليه وسلّم- مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۲، ص: ۲۲۳، كتابُ السّلام/ باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور اسے راحت پہنچانے کے لیے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی کھلی اجازت دی۔

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ اجازت عمومی الفاظ سے دی ہے اس لیے یہ اجازت ہر درد مند مسلم کی راحت رسانی کے لیے ہے جس کے عموم میں حلالہ کی یہ صورت بھی شامل ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ-، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-:إِنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُسْلِمِ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک فرائض کے بعد سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ عمل مسلمان کو مسرور کرنا ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ ایک عورت جدائی کے بعد جب اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس جاتی ہے تو اس سے اس کو اور اس کے پورے کنبے کو قلبی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

(٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - عَنِ النَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلّمَ- فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : قَالَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ.

فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا ارشاد روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نیکیوں اور برائیوں کی مقداریں لکھ دی ہیں۔

تو جس نے ایک حسنہ کا ارادہ کیا، مگر اُسے کیا نہیں، تو اللہ تعالی اپنے یہاں ایک کامل حسنہ لکھ دیتا ہے۔ اور اگر اس نے حسنہ کا ارادہ بھی کیا اور اسے کیا بھی، تو اللہ تعالی اپنے یہاں دس حسنہ سے سات سو گنا تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ بہت گنا تک لکھ دیتا ہے۔

جس قدر نیکی میں اخلاص زیادہ، اسی قدر اس کا ثواب بھی زیادہ سے زیادہ، یا اس نیکی کی جس

(۱) المعجم الأوسط للطبراني، ج:۸، ص: ٤٥، من اسمه محمود، رقم الحديث: ۷۹۱۱.

(۲) ☆ صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۹۶۰، ۹۶۱، كتاب الرقاق/ باب مَن هَمَّ بحسنة أو سيئة، مجلس البركات، مبارك فور.

☆ الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۷۸، كتاب الإيمان/ باب بيان تجاوُزِ الله حديثَ النفس . . . و بيان حكم الهمّ بالحسنة، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قدر ضرورت زیادہ اسی کے لحاظ سے اس کا اجر بھی زیادہ سے زیادہ لکھا جاتا ہے۔

اُجڑا گھر بسانا نیکی بھی ہے اور اس کی ضرورت بھی زیادہ ہے اس لیے اس نیتِ خیر پر اللہ کی رحمت برسنی چاہیے، نہ کہ اس پر لعنت اترنی چاہیے۔

نیتوں کا اعمال پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا: اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا گیا:

(۵)"عن سَهلِ بن سعد السّاعدي، قال: قال رسولُ الله -صلی الله تعالی علیه وسلم- نية المومن خير من عمله"۔[١]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لیے جب کوئی شخص مذموم خصلت اور مذموم شرائط سے بالاتر ہو کر اس نیت سے کسی عورت سے نکاح کرے کہ وہ حلالہ کے بعد اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس ہو کر اپنا اجڑا گھر بسا سکے، اپنے بچوں کے لیے تسکین اور راحت کا سبب بن سکے، طلاق دینے والے شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہونے کے بعد اپنی اصلاح کا موقع مل سکے اور دنیا کو یہ پیغام ملے کہ شوہر کی سخت نادانی کے بعد بھی شریعت نے ان کی اصلاح اور فلاح کا دروازہ ایک حد تک کھلا رکھا ہے تو وہی حلالہ جو مختلف حیثیتوں سے قبیح ٹھہرایا گیا ہے وہ ان حیثیتوں سے حَسَن و باعث اجر قرار پائے گا۔

عقل سلیم کا تقاضا: احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ عقل سلیم بھی باور کرتی ہے کہ یہ نیتیں قابل ستائش ہیں، خیر ہیں، حَسَن ہیں اس لیے نکاحِ حلالہ کی یہ صورت جائز و درست ہے۔

---

(١) ☆ المعجم الكبير للإمام الطبرانی، ج: ٦، ص: ١٨٥، ١٨٦ـــــ يحيى بن قيس الكندي عن أبي حازم.

☆ شعب الإيمان للبيهقی، ج: ٥، ص: ٣٤٣، بابٌ فی إخلاص العمل لله وترك الرياء.

یہ حدیث موصوف بصحت نہیں، اس کا افادہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات، جلد اول میں کتاب الایمان سے پہلے فرمایا۔ ہم نے یہاں اسے احادیث صحیحہ کے ساتھ پیش کیا کہ ایک کو دوسرے سے قوت حاصل ہوگی۔ ١٢ منہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar